قرآن کریم کی روشنی میں عورت کی حقیقت تخلیق

مولانا سید جمال عباس سرسوی

عربی زبان میں عورت کو "اِمرَاۃ" کہا جاتاہے ۔ اس لفظ سے اس کی جمع نہیں آتی بلکہ جمع کے لئے "نساء"، "نِسوَۃ" اور "نِسوان" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں[۱]۔ قرآن کریم میں "اِمرَاۃ" ۲۴ مرتبہ، "اِمرَاتان" دو بار، "نساء" ۵۷ بار اور "نِسوَۃ" دو مرتبہ آیا ہے۔ الفاظ سے قطع نظر سورہ بقرہ، سورہ نساء، سورہ نور، سورہ احزاب، سورہ ممتحنہ، سورہ طلاق اور سورہ تحریم وغیرہ پورے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر عورت کے موضوع پر گفتگو ہے اور عورتوں سے مربوط احکام بیان ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کے چوتھے سورہ کا نام ہی "سورہ نساء" ہے۔

ذیل میں قرآن عظیم کی بعض آیات کریمہ کی روشنی میں، عورت کی عظمت اور حیثیت پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا مقصود ہے:

عورت کی خلقت کا طریقہ

پہلی عورت کے عنوان سے جناب حوّاؑ بھی، پہلے مرد جناب آدمؑ کی طرح مٹی سے پیدا ہوئی ہیں یا آپ کو حضرت آدمؑ سے خلق کیا گیا ہے؟ اس سلسلہ میں علمائے اسلام کے یہاں اختلاف نظر پایا جاتا ہے اور مفسرین بھی مختلف نظریات کے حامل ہیں، روایتوں میں بھی دونوں ہی موجود ہیں[۲]۔

اس سلسلہ میں قرآن کریم کی چند آیتیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ خلیل بن احمد فراہیدی، کتاب العین، جلد۸، ص۳۰۳؛ سید علی اکبر قرشی، قاموس قرآن، جلد۷، ص۵۹

۲۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص۱۵۰؛ شیخ طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج۳، ص۹۹؛ ابوالفتوح رازی، روض الجنان و روح الجنان فی تفسیر القرآن، ج۵، ص۲۳۴

یاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذی خَلَقَکُم مِن نَفسٍ واحِدَۃٍ وخَلَقَ مِنها زَوجَها وبَثَّ مِنهُما رِجالاً کَثیرًا ونِساءً۔ ترجمہ: انسانو! اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا ہے اور پھر دونوں سے بکثرت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے ہیں۔[1]

❖

هُوَ الَّذی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَۃٍ وَجَعَلَ مِنْها زَوْجَها۔ ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا ہے۔[2]

❖

خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ ترجمہ: اس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی سے اس کا جوڑا قرار دیا ہے۔[3]

ان آیتوں کے مطالعہ سے اجمالی طور پر یہ اشارہ تو ضرور ملتا ہے کہ جناب حواؑ کو جناب آدمؑ سے خلق کیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کو بھی جناب آدمؑ کی طرح، باقی رہ گئی اضافی مٹی سے خلق کیا گیا ہے یا جناب آدمؑ کی بائیں پسلی سے؟

بعض روایتوں میں جناب آدمؑ کی بائیں پسلی سے جناب حواؑ کی خلقت کا ذکر ہے جیسا کہ شیخ صدوق نے ایک حدیث کے ضمن میں نقل کیا ہے:

... لِأَنَّ حَوَّاءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ(ع) الْقُصْوَى الْيُسْرَى فَنَقَصَ مِنْ أَضْلَاعِهِ ضِلَعٌ وَاحِدٌ۔[4]

اور ایک دوسری حدیث کے ضمن میں یوں نقل کیا ہے:

... إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ حَوَّاءَ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ الْأَيْسَرِ الْأَقْصَى وَأَضْلَاعُ الرِّجَالِ تَنْقُصُ وَأَضْلَاعُ النِّسَاءِ تَمَامٌ[5]۔

۱۔ سورہ نساء، آیت ۱

۲۔ سورہ اعراف، آیت ۱۸۹

۳۔ سورہ زمر، آیت ۶

۴۔ شیخ صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج ۴، باب میراث الخنثی، ص ۳۲۶، ح ۵۷۰۲

۵۔ ایضاً، باب میراث الخنثی، ص ۳۲۸، ح ۵۷۰۴

مفسرین نے بھی ایک نظریہ کے طور پر اس رائے کو اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے بلکہ شیخ طوسی اور علامہ طبرسی کے بقول اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے[۱]۔ کتاب تکوین کے عہد عتیق میں بھی آیا ہے کہ آپ کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے[۲]۔ جب کہ بعض دیگر مفسرین[۳] کی رائے اور کچھ تفسیری روایتوں میں ملتا ہے کہ جناب حواؑ کی خلقت جناب آدمؑ کی باقی رہ گئی اضافی مٹی سے ہوئی ہے۔ شیخ طوسی نے حضرت امام محمد باقرؑ کی یہ حدیث لکھی ہے:

و قال ابو جعفر (ع): خلقها من فضل الطينة التي خلق منها آدم[۴]۔

علامہ طبرسی نے بھی اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی ہے:

وروی عن ابی جعفر الباقر أن الله تعالى خلق حواء من فضل الطينة التي خلق منها آدم[۵]۔

ملا محسن فیض کاشانی نے تفسیر الصافی میں اس سلسلہ میں سیر حاصل گفتگو کی ہے[۶]۔ علامہ طباطبائیؒ کا ماننا یہ ہے کہ جناب حواؑ کی جناب آدمؑ سے خلقت سے مراد یہ ہے کہ ان کی جنس آدم سے ہے۔ ان کے بقول بعض روایات میں جناب آدمؑ کی پسلیوں سے جناب حواؑ کی خلقت کا تذکرہ ضرور آیا ہے، مگر اس کا ثبوت آیتوں سے نہیں ملتا[۷]۔

«وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا» کی تفسیر میں بعض دیگر معاصر مفسرین نے بھی پسلیوں سے تخلیق والی روایات کو غیر معتبر گردانتے ہوئے قرآن مجید کی دوسری آیات کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ حضرت حوا کی خلقت آدم کے جنس سے ہوئی ہے اور «وَمِنۡ آيَاتِهِ أَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِنۡ أَنۡفُسِكُمۡ أَزۡوَاجًا لِتَسۡكُنُوا إِلَيۡهَا»[۸] اور «وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِنۡ أَنۡفُسِكُمۡ أَزۡوَاجًا»[۹] کا سہارا لیتے ہوئے نتیجہ نکالا ہے کہ ظاہر ہے ان آیات میں جوڑوں کی ایک دوسرے سے

۱۔ شیخ طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۹۹؛ فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۵ و ۶

۲۔ کتاب مقدس، پیدائش ۲: ۲۱-۲۳

۳۔ شیخ طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۹، ص ۷)؛ وروی عن ابی جعفر (ع) أن حواء خلقت من فضل طينة آدم (ع) (شیخ طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۱۰۰ و ۱۰۱)؛؛ وروی عن أبي جعفر الباقر (ع) أن الله تعالى خلق حواء منفضلا لطينة التي خلق منها آدم (فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۵ و ۶)؛ ابو الفتوح رازی، روض الجنان و روح الجنان فی تفسیر القرآن، ج ۵، ص ۲۳۴

۴۔ شیخ طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۹۹

۵۔ فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۵ و ۶

۶۔ ملا محسن فیض کاشانی، تفسیر الصافی، ج ۱، ص ۴۱۳ تا ۴۱۸

۷۔ سید محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص ۱۳۶

۸۔ سورہ روم، آیت ۲۱

۹۔ سورہ نحل، آیت ۷۲

تخلیق سے مراد یہ ہے کہ اس نے انھیں تمہاری جنس سے بنایا ہے نہ کہ تمہارے جسم کے اعضاء سے۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ سے منقول روایت کے مطابق آدم کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے حوا کی تخلیق کی سختی سے تردید کی گئی اور کہا گیا کہ حوا کو آدم کی مٹی کے باقیات سے پیدا کیا گیا ہے[1]۔

گویا جیسا کہ «خَلَقَ لَکُمْ مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَزْواجاً»[2] اور «جَعَلَ لَکُمْ مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَزْواجاً»[3] نیز «وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَزْواجاً»[4] میں تمام افراد بشر کی ایک جیسی تخلیق کی طرف اشارہ ہے، خلقت جناب حوا کی طرف اشارہ کرنے والی مذکورہ آیتوں میں بھی جناب آدمؑ وحواؑ کی خلقت کے ایک جیسے ہونے کا بیان ہے اور بس۔علامہ مجلسیؒ نے بھی اسی احتمال کو تقویت دی ہے[5]۔

عورت کی خلقت کا مقصد

جس طرح پوری کائنات، انسان کے طفیل میں اور اسی کے لئے خلق ہوئی ہے، عورت کے وجود کو بھی طفیلی اور اس کو مردوں کے لئے پیدا کئے جانے[6] کے نظریہ کے برخلاف، قرآنی آیات کریمہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ اس کا وجود بھی ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے[7]۔

یہ چند ایک آیات شریفہ ملاحظہ ہوں۔ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُونِ[8]

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَأُنْثَی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ أَتْقَاکُمْ إِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ[9]

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ میں مرد و عورت تمام انسانوں سے یہ عمومی خطاب ہے۔ان آیتوں میں مرد اور عورت کے درمیان بغیر کسی فرق کے، جن و انس کی خلقت کا مقصد صرف خدا کی بندگی و عبادت اور لوگوں کے باتقویٰ تر ہونے کو ان کی بزرگی اور خدا کے نزدیک محترم و مکرم ہونے کے عنوان سے پہچنوایا گیا ہے۔

١۔ ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج ٣، ص ٢٤٥ و ٢٤٦

٢۔ سورہ روم، آیت ٢١

٣۔ سورہ شوریٰ، آیت ١١

٤۔ سورہ نحل، آیت ٧٢

٥۔ علامہ مجلسی، بحار الانوار، ج ١١، ص ٢٢٣

٦۔ فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)، ج ٢٥، ص ١١٠

٧۔ مکارم شیرازی، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، ج ٢، ص ١٥٤-١٥٥؛ یادداشتہای استاد مطہری، ج ٥، ص ٨١، ٢٦٠

٨۔ سورہ ذاریات، آیت ٥٦

٩۔ سورہ حجرات، آیت ١٣

اس بناپر عورتوں کا مردوں کو فائدہ پہنچانا، یا ان کے سکون واطمینان کا باعث ہونا[۱]، ان کی خلقت کے اصلی و حقیقی مقصد کے عنوان سے نہیں بلکہ انسانیت کے تقاضوں اور تکامل حیات کے لئے باہمی رابطوں کی وجہ سے ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں کو فائدہ پہنچانا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ گویا جوڑوں کی خلقت اور ازدواجی زندگی کا مقصد، سکون اور اطمینان کا حصول ہے۔

سورہ روم کی ۲۱ویں آیہ مبارکہ سے ابتدائی طور پر گرچہ اس احتمال کا گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا خطاب مردوں سے ہے اور عورتیں ان کے سکون واطمینان کا سبب قرار پائی ہیں[۲]؛ لیکن سورہ روم ہی کی ۲۰ویں اور ۲۲و۲۴ویں آیتوں کے تسلسل سے اس احتمال کے امکان کی نفی ہوجاتی ہے جہاں عمومی طور پر انسانوں سے خطاب ہوا ہے اور یہ صراحت ہے کہ خدا کا خطاب عام ہے اور مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے لئے آرام وسکون کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے[۳]، یہ احتمال اس لئے بھی آیہ شریفہ کے ظاہر سے بطور کامل تناسب رکھتا ہے، کیونکہ کلمہ "زوج" عربی زبان میں شریک حیات کے معنی میں ہے[۴] لہٰذا قرآن کریم کی آیتوں اور معصومین علیہم السلام کی حدیثوں میں تدبر کرنے کے بعد ذرہ برابر کوئی بھی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ عورت کا وجود ایک مستقل وجود ہے اور عورت سے بھی مرد کی طرح کمال وبلندی کے راستہ کو طے کرنے کا تقاضہ کیا گیا ہے۔

مرد وعورت کا تخلیقی فرق، اس کی حکمت اور اثرات وبرکات

دوسری تمام مخلوقات پر انسان کی تفضیل و تکریم[۵] اور احسن تقویم[۶] ہونے میں مرد وعورت دونوں یکساں طور پر شامل ہیں مگر ان کے درمیان جسمانی اور ظاہری فرق پایا جاتا ہے، قد، کاٹھی اور ان کی ظاہری ساخت و بافت کی طرح ان کے حقوق اور احکام کا فرق بھی فطری و طبعی ہے۔ ظاہر ہے دونوں کے درمیان فرق،

۱۔ سورہ روم، آیت ۲۱؛ سورہ اعراف، آیت ۱۸۹

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳، ص ۴۳۹؛ ملا فتح اللہ کاشانی، زبدۃ التفاسیر، ج ۶، ص ۲۰۵

۳۔ عبداللہ نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التاویل، ج ۳، ص ۲۷۰؛ ابوالفتوح رازی، روض الجنان و روح الجنان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۵

۴۔ شیخِ طوسی، التبیان فی تفسیرِ القرآن، ج ۸، ص ۲۴۰؛ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص ۳۸۴؛ حسن مصطفوی، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، ج ۴، ص ۳۶۴

۵۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا- ترجمہ: یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔ (سورہ اسراء، آیت ۷۰)

۶۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ- ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ (سورہ تین، آیت ۴)

برتری اور کمتری کا نہیں بلکہ خصوصیات کا ہے، مرد کی خصوصیات مرد کو ممتاز بناتی ہیں اور عورت کی خصوصیات عورت کو۔

قرآن عظیم کی اس آیہ مبارکہ میں بظاہر اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

ترجمہ: اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو مردوں کے لئے ان کاموں کا ثواب ہے جو انھوں نے انجام دئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ملے گا جو انھوں نے کئے اور خدا سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے۔[۱]

آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے سب انسانوں کو الگ الگ خصوصیات سے نوازا ہے۔ اس سلسلہ سے کسی کو کسی پر بطور مطلق کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، اصل اہمیت آخرت کے لئے تگ و دو اور کمائی کی ہے جس کا اصول سب کے لئے یکساں ہے اور اس کے دروازے سبھی کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

خصوصیات میں فرق ایک بات ہے اور مقام و مرتبہ میں فرق ایک دوسری بات۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔

ترجمہ: اور عورتوں کے لئے بھی معروف طریقہ پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق اُن پر ہیں البتہ مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے۔[۲]

آیہ کریمہ میں اللہ تعالی نے مرد و عورت میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حق کو مختصر عبارت میں بیان کر دیا کہ حقوق و واجبات کا پیمانہ یکساں ہے۔ یہ ایک کلی قاعدہ ہے کہ عورت، تمام حقوق میں مرد کے برابر ہے۔ رہی بات «وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ»، یعنی مردوں کو عورتوں پر ایک امتیاز حاصل ہونے کی، تو یہ، ایک درجہ زیادہ اختیار، کئی درجہ زیادہ ذمہ داریوں کا مصداق ہے۔

۱۔ سورہ نساء، آیت ۳۲
۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۲۸

رشید رضا کے بقول: یہ درجہ عورت پر ایک چیز واجب کرتا ہے اور مردوں پر بہت سی چیزیں واجب کرتا ہے، کیوں کہ یہ درجہ سرداری اور مصالح کی انجام دہی کا درجہ ہے[۱]۔ اندلسی نے اس درجہ کی تفسیر داڑھی بتائی ہے[۲]۔اس کے علاوہ اس جملہ میں درجۃ کا لفظ تو آیا ہے مگر اس کے ساتھ تفضیل یا اس کا ہم معنی کوئی لفظ نہیں ہے، جیساکہ دوسرے مقامات پر آیا ہے، جیسے: «فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِینَ بِأَمْوَالِھِمْ وَأَنفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِینَ دَرَجَۃً»[۳]،جو کہ دراصل اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ حقوق واختیارات میں کسی کو کچھ زیادہ حاصل ہو اور کوئی کسی سے برتر اور افضل ہو، دو الگ الگ باتیں ہیں۔

مردوں کے قیم و سرپرست ہونے کی بنیاد بھی خصوصیات کا فرق ہی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

> الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلَی بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِھِمْ۔
>
> ترجمہ: مرد عورتوں کے قیم و سرپرست ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔[۴]

اس آیہ کریمہ بلکہ پورے قرآن مجید میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی ہے بلکہ صرف اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ عائلی زندگی میں مرد کے اختیارات کچھ زیادہ ہوتے ہیں، مرد کی عورت پر فضیلت کی وجہ سے نہیں بلکہ مرد و عورت کی جداگانہ خصوصیات، مرد کا اس ذمہ داری کے لئے زیادہ موزوں ہونا اور اس کی اضافی ذمہ داریوں کے پیش نظر۔اسی بات کو قیمومیت یا قیّم سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ مردوں کو عورتوں پر کسی طرح کی برتری، فضیلت، فوقیت اور زیادہ عزت حاصل ہے، بلکہ سماجی سطح پر مرد و عورت دونوں یکساں مقام اور مساوی عزت رکھتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے نزدیک فضیلت کا معیار تقوی اور اعمال ہیں[۵] مرد یا عورت ہونا نہیں۔ دراصل یہ مرد و عورت کے درمیان ذمہ داریوں کی انتظامی نوعیت کی تقسیم کی طرف اشارہ ہے۔

۱۔ رشید رضا، تفسیر المنار، سورہ بقرہ، آیت ۲۲۸ کے ذیل میں

۲۔ اندلسی، احکام القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۲۸ کے ذیل میں

۳۔ سورہ نساء، آیت ۹۵

۴۔ سورہ نساء، آیت ۳۴

۵۔ یا أَیھَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُم مِّن ذَکَرٍ وَأُنثَیٰ وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِندَاللّٰہِ أَتْقَاکُمْ -

ترجمہ: لوگو، ہم نے تم کو مرد اور عورت کی صورت میں پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ (سورہ حجرات، آیت ۱۳)

قابل غور بات یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں قوام کا لفظ آیا ہے جس میں ذمہ داری کا پہلو غالب ہے، حکومت وامارت کا نہیں۔ اسی طرح «فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ» کہا گیا ہے «فضّل الله الرجال علی النساء» نہیں۔ یہ اسلوب ویسے ہی ہے جیسے رسولوں کے بارے میں کہا گیا: «تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ» [1] یعنی ہم نے بعض کو کچھ پہلوؤں سے دوسرے بعض سے زیادہ دیا۔ تو جس طرح رسولوں کے لئے یہ بات کہی گئی کہ ہر کسی کو الگ الگ پہلو سے فضیلت دی گئی، مثلاً جناب موسیٰ کو حضرت عیسیٰ پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اللہ نے ان سے کلام کیا، اور حضرت عیسیٰ کو جناب موسیٰ کے مقابلے میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے، اسی طرح اس آیہ مبارکہ میں یہ کہا گیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ پہلوؤں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مثلاً محافظت ومدافعت کی جو قوت وصلاحیت یا کمانے اور کسب معاش کی جو استعداد وہمت، عام طور پر مرد کے اندر ہے، عموماً وہ عورت کے اندر نہیں ہوتی، اس رخ سے مرد کو عورت پر فضیلت اور نمایاں تفوّق حاصل ہے اور وہی قوامیت کی ذمہ داری کے لئے سزاوار ہے۔ اسی طرح گھر سنبھالنے، خاندان کی دیکھ ریکھ اور بچوں کی پرورش ونگہداشت کی جو صلاحیت عورت رکھتی ہے، وہ مرد نہیں رکھتا، یہ عورت کی فضیلت کا پہلو ہے اسی وجہ سے قرآن مجید نے یہاں بات مبہم انداز میں کہی ہے جس سے مرد اور عورت دونوں کا کسی نہ کسی پہلو سے صاحب فضیلت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

احکام وراثت کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

> يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ - ترجمہ: تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ [2]

مرد کو عورت سے زیادہ میراث ملنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ افضل ہے بلکہ شیخ رشید رضا کے بقول اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ مرد پر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا خرچ واجب ہے، جب کہ عورت صرف اپنے اوپر خرچ کرتی ہے اور اگر اس کی شادی ہو جائے تو اس کا اپنا خرچ بھی اس کے شوہر پر ہوتا ہے [3]۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی تعبیرات نہایت بلیغ اور بے مثل و نظیر ہیں اور مرد کا عورت سے بہتر وبرتر ہونے یا عورت کا مرد سے کم تر و پست تر ہونے کا تصور، غیر اسلامی و غیر قرآنی ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی مرد کو

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۳

۲۔ سورہ نساء، آیت ۱۱

۳۔ رشید رضا، تفسیر المنار، سورہ نساء، آیت ۱۱ کے ذیل میں

عورت سے افضل یا عورت کو مرد سے کم تر قرار نہیں دیا گیا ہے۔ہاں کچھ مفسرین نے غیر اسلامی افکار اور رسم ورواج سے متاثر ہو کر اس تصور کو قرآن حکیم کی آیتوں سے ضرور جوڑ دیا ہے۔

بہر حال بعض علماء ومفسرین اور مسلمان دانشمندوں نے مرد وعورت کے درمیان موجود فرق کا تفصیل کے ساتھ ، جدید علمی نظریات کی روشنی میں ہر رخ سے تحقیق و تحلیل کے ساتھ جائزہ لیا ہے[۱]۔ علامہ طباطبائی نے مردوں میں عقلانیت کے غلبہ کو اور عورتوں میں جذبات و عواطف کے غلبہ کو، ایک موثر ترین بنیادی فرق کے عنوان سے متعارف کرایا ہے[۲]۔

مرد وعورت کے طبعی فرق کی حکمت ، انسانی سماج کی تشکیل اور نسل بشری کا آگے بڑھنا ہے۔انسانیت کی بقاء اور اس کی سعادت کے لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ مرد اور عورت کو جوڑے کی شکل میں پیدا کرے، ان کے درمیان جسمانی اور روحانی ایسا فرق رکھے جو دو طرفہ کشش کا حامل ہو اور ان کو ایک دوسرے کا خواہاں بنائے رکھے[۳]۔

عورت کی قدر ومنزلت اور مرتبہ ومقام

دین اسلام کا ظہور اور قرآن عظیم کا نزول، عورت کے لئے غلامی، ذلت وخواری اور ظلم واستحصال کے بندھنوں سے آزادی کا پیغام تھا۔ اسلام نے عورت کے بارے میں انسانی وقار کے منافی تمام بیہودہ تصورات اور رائج رسومات پر خط بطلان کھینچ کر اسے اس کے شایان شان حقوق عطا کئے ،اور ایسی عزت و تکریم سے نوازا جس کی بدولت وہ معاشرے میں مردوں کے ہم پلہ قرار پائی۔

قرآن مجید کی نگاہ میں مرد وعورت ایک ہی ذریعہ سے پیدا کئے گئے ہیں[۴]۔ عورت کی تکریم وتعظیم کا یہ پہلا ثبوت ہے کہ خالق کائنات نے تخلیق کے مرحلہ میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں رکھا،انسانیت کی تکوین میں بھی عورت مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں ہے۔اس بنیاد پر عورت اور مرد کے درمیان انسانی قدر وقیمت کے لحاظ سے اور معنوی فضائل کے حصول اور کمال کی راہ کو طے کرنے اور خدا کا تقرب پانے میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا ہے[۵]۔

۱۔ مرتضی مطہری، مجموعہ آثار، ج ۱۹، نظام حقوق زن در اسلام، ص ۱۷۱-۳۱۲

۲۔علامہ طباطبائی،المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص ۳۴۶-۳۴۷

۳۔ مرتضی مطہری، مجموعہ آثار، ج ۱۹، نظام حقوق زن در اسلام، ص ۱۷۱-۳۱۲

۴۔سورہ نساء،آیت ۱؛اعراف،آیت ۱۸۹؛زمر،آیت ۶

۵۔مکارم شیرازی،الامثل، ج ۲، ص ۱۵۴

قرآن کریم بہت ہی خوبصورت، دلکش و جاذب انداز میں، مرد و عورت کے درمیان مشترکہ فضیلتوں کو شمار کرتے ہوئے اشارہ کرتا ہے کہ:

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں، مومن مردوں اور مومنہ عورتوں، اطاعت گذار مردوں اور مطیع عورتوں، سچے مردوں اور سچی عورتوں، صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں، خاشع مردوں اور خاشع عورتوں، صدقہ دینے والے مردوں اور صدقہ دینے والی عورتوں، روزہ رکھنے والے مردوں اور روزہ رکھنے والی عورتوں، پاکدامن مردوں اور عفیف عورتوں، بہت زیادہ خدا کو یاد کرنے والے مردوں اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے بخشش و مغفرت اور عظیم اجر و انعام فراہم کر رکھا ہے[۱]۔

یہ عورت کے مقام و منزلت ہی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کا استحقاق مرد و عورت کے لئے برابر ہے۔ ایک اور ارشادِ ربانی ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ-

ترجمہ: ان کے رب نے ان کی التجا کو قبول کر لیا (اور فرمایا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب ایک دوسرے میں سے ہی ہو۔[۲]

عورت کی قدر و قیمت اور معاشرے میں اس کی عزت و احترام یقینی بنانے کا ایک راستہ یہ ہے کہ اس کی عصمت و عفت کا تحفظ ہو۔ قرآن کریم نے عورت کو حق عصمت عطا کیا اور مردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ اس کے اس حق کی حفاظت کریں:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ-ترجمہ: مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے پاکیزگی کا موجب ہے۔ اللہ اس سے واقف ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں۔[۳]

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۳۵

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۹۵

۳۔ سورہ نور، آیت ۳۰

پردہ کے احکام، عورتوں کے حق عصمت و عفت کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے ہی وضع ہوئے ہیں۔ قرآن حکیم میں خواتین کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کرنے کی تعلیم[۱]، جہاں صالح و پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد ڈالنے کا مقدمہ ہے، وہیں عورت کے مقام و منزلت کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

یہ بھی عورتوں کی قدر و قیمت اور وقار و منزلت کی ایک نمایاں مثال ہے کہ قرآن عظیم نے بعض رشتہ داروں سے نکاح حرام قرار دے کر[۲]، عورت کی تذلیل کرنے والے زمانۂ جاہلیت کے قدیم نکاح جو درحقیقت زنا تھے، ان سب کو باطل کر کے عورت کو عزت بخشی۔ اس کے برخلاف بیوی کے رشتے کی اہمیت، اس کے ساتھ شب باشی اور حسن سلوک کو نسل انسانی کے تسلسل وبقاء کے لئے اپنی نعمت قرار دیا[۳]۔

دور جاہلیت کی ایک مذموم رسم ایلاء رہی ہے، اس وقت یہ ایک عام رواج تھا کہ شوہر بیوی کو ستانے کی غرض سے قسم کھالیتا تھا کہ میں بیوی سے مقاربت نہیں کروں گا، اس طرح عورت معلقہ ہو کر رہ جاتی تھی۔ قرآن مجید نے اسے باطل ٹھہراتے ہوئے مرد پر یہ ذمہ داری بھی عائد کی کہ وہ حتی الامکان حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے[۴]۔

جس معاشرہ میں بیٹی کی پیدائش کو ذلت ورسوائی سمجھ کر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا[۵]، قرآن مجید نے اسے وہ عزت واحترام اور معاشرتی و سماجی سطح پر ایسا بلند مقام عطا کیا کہ اسے وراثت کا حقدار بنا دیا[۶]۔ لطف کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے عورت کو ملکیت کا حق بھی دیا جس کی بدولت وہ جہیز اور مہر وغیرہ کی مختار ہو جاتی ہے، ساتھ ہی مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا بلکہ انہیں تلقین کی کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں، کیونکہ وہ عورت کی ملکیت بن چکا ہے[۷]۔

نزول قرآن سے پہلے خواتین کو مردوں کی جاگیر سمجھا جاتا تھا اور انہیں شادی کا حق حاصل نہ تھا، قرآن کریم نے عورت کو حق دیا کہ شریعت کے اُصول وضوابط کے اندر رہتے ہوئے انھیں نکاح کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا[۸]۔ شریعتِ مطہرہ کی رو سے، طلاق صرف شوہر کا حق ہے، لیکن اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو، شوہر اسے ناپسند ہو اور ڈر ہو کہ حدود الٰہی کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ خلع لے سکتی ہے[۹] گویا یہ

۱۔ سورہ نور، آیت ۳۱
۲۔ سورہ نساء، آیت ۲۳
۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۸۷
۴۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۲۶
۵۔ سورہ نحل، آیت ۵۸و۵۹
۶۔ سورہ نساء، آیت ۱۱
۷۔ سورہ نساء، آیت ۲۰
۸۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۳۲و۲۳۴
۹۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۲۹

طلاق کی طرح عورت کے پاس مرد سے چھٹکارا پانے کا ایک ذریعہ ہے، جس کے بعد وہ اپنے نفس کی مالک ہو جاتی ہے اور اُس کا معاملہ خود اُس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔

قرآنی نقطہ نظر سے عورت میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ معنوی فضیلتوں کو حاصل کرنے میں اس مقام تک پہنچ جائے کہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کی طرح خدا کی جانب سے چن لی جائے اور فرشتوں سے ہم کلام ہو[۱]، روح خدا اس کے وجود میں پھونکی جائے[۲]، صدیقین کا مقام حاصل کرے[۳] اور اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ، اللہ کے عظیم پیغمبر کے ساتھ خدا کی آیتوں میں سے آیت شمار کی جائے[۴]۔

اگرچہ عورت کا مقام نبوت کو حاصل کرنے کے سلسلہ سے مفسرین کے درمیان اختلاف ہے، جبکہ اکثر اس احتمال کو اصلاً قبول نہیں کرتے یا بے دلیل جانتے ہیں، اور کچھ اس کے امکان کے قائل ہیں[۵]۔ بعض نے شک و تردید کے ساتھ نبوت کی دو قسموں کے درمیان یعنی وہ نبوت جو خدا کی طرف سے عائد شدہ ذمہ داری کے ساتھ لوگوں کی جانب بعثت اور نبوت محض کہ جس میں اجتماعی امور میں دخالت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور خدا و نبی کے درمیان ایک وحیانی رابطہ کے ذریعہ سے محدود ہوتی ہے، عورتوں کی نبوت کو دوسری قسم میں قبول کیا ہے[۶]۔

القصہ قرآن عظیم نے ہر سطح پر عورت کو وہ تحفظ اور عزت و احترام عطا کیا ہے جس کی کسی دوسرے نظام زندگی میں مثال نہیں ملتی، اور اس سے قرآنی آیات میں عورت کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

منابع و مآخذ:

- قرآن کریم
- علل الشرائع، شیخ صدوق، باب ۱۴ باب العلۃ من اجلھا سمیت حواء حواء
- من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، باب میراث الخنثیٰ
- التبیان فی تفسیر القرآن، شیخ طوسی
- جامع البیان فی تفسیر القرآن، ابو جعفر، محمد بن جریر طبری

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۴۲
۲۔ سورہ تحریم، آیت ۱۲
۳۔ سورہ مائدہ، آیت ۷۵
۴۔ سورہ انبیاء، آیت ۹۱
۵۔ شمس الدین قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج ۴، ص ۸۳
۶۔ جوادی آملی، زن در آئینہ جلال و جمال، ص ۱۴۴

❖ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، فضل بن حسن طبرسی
❖ کتاب مقدس، پیدائش ۲
❖ تفسیر صافی، ملا محسن فیض کاشانی
❖ المیزان فی تفسیر القرآن، سید محمد حسین طباطبائی
❖ تفسیر نمونہ، ناصر مکارم شیرازی
❖ بحار الانوار، علامہ مجلسی
❖ التفسیر الکبیر، فخر الدین رازی، (ضمن آیہ مفاتیح الغیب)
❖ الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، مکارم شیزازی
❖ یادداشت ھای استاد مطہری
❖ تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر
❖ زبدۃ التفاسیر، ملا فتح اللہ کاشانی
❖ المفردات فی غریب القرآن، راغب اصفہانی
❖ التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، حسن مصطفوی
❖ تفسیر المنار، رشید رضا
❖ احکام القرآن، اندلسی
❖ مجموعہ آثار، شہید مرتضیٰ مطہری
❖ الجامع لاحکام القرآن، شمس الدین قرطبی
❖ زن در آیینہ جلال و جمال، جواد آملی